سماجی تبدیلی میں ہجرت کا کردار

جمعہ خطبہ، ماہِ محرم الحرام ۷ ۱۴۳ھ، مطابق: اکتوبر، نومبر ۲۰۱۵ء

آل انڈیا امامس کونسل

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم، أما بعد!

"والذين هاجروا في الله من بعد ما ظلموا لنبوئنهم في الدنيا حسنة، و لأجر الآخرة أكبر، لو كانوا يعلمون". (نحل:۴۱)

ثم اِن ربک للذين هاجروا من بعد ما فتنوا، ثم جاهدوا، و صبروا، اِن ربک من بعدها لغفور رحيم". (نحل:۱۱۰)

محترم سامعین کرام!

آج مسلم امت دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے مذہبی رسوم کی طرح ''ہجرت'' کو بھی ایک تقریب بنا چکی ہے، یہ نیا سال ہے، اس کی آمد پر خوشی منانی ہے، یہ ایک تہذیب بن گئی ہے۔ انگریزی اور ہندی نئے سال کی طرح ''ہجرت'' بھی ایک سال کا آغاز (نیا سال) بن گیا ہے۔

درحقیقت ہجرت بہت سے لوگوں کے پسینوں، محنتوں اور قربانیوں کی یادگار ہے۔ دنیا میں آنے والے تمام انبیاء میں سب سے زیادہ بڑا مقام رکھنے والے نبی ﷺ کے صحابہ نے جو تاریخی قربانیاں دی ہیں، ہجرت اس کی پہچان اور یاددہانی ہے۔

ہجرت:

ہم لوگوں کے لیے ہجرت میں کیا کیا اسباق موجود ہیں، اس کو سمجھنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ صحابہ کرام کو ہجرت سے کیا کیا ملا ہے؟۔

عبادت کا سسٹم، (طریقہ، مکمل خلوص اور یکجہتی کا ماحول، جماعت کے ساتھ نماز، جمعہ وغیرہ کی فرضیت اور دیگر فرائض کا آغاز)

اخوت اور بھائی چارہ کا حقیقی مفہوم (رسول اللہ نے جو مہاجر و انصار میں مواخاۃ کرایا ہے اس کا حقیقی تصور اس سے پہلے نہیں تھا)

صبر کا حقیقی معنی (صبر بزدلی، پریشانی اور کم ہمتی کا نام نہیں، بلکہ حالات و مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا نام ہے)

ہمہ جہت ترقی (روحانی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی اور دیگر تمام شعبوں میں ایک وقت میں تبدیلی لائی گئی ہے)

نئی تاریخ اور صاف ستھری تہذیب کا عطیہ ملا۔

ان لوگوں کی ان قربانی اور کام کے بارے میں ایک منزل اور مقام کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالی فرماتا ہے۔

"والذين هاجروا في الله من بعد ما ظلموا لنبوئنهم في الدنيا حسنة، و لأجر الآخرة أكبر، لو كانوا يعلمون". (نحل:۴۱)

جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لیے ہجرت کی انھیں ہم دنیا میں ہر طرح کی بھلائی دیں گے اور آخرت کا بدلہ بہت بڑا ہے، اگر یہ جانتے ہیں۔

اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**مضت الهجرة لأهلها**". (بخاری:۴/۵۰)

پہلی ہجرت:

کفار مکہ کے ظلم میں روز افزوں اضافہ کی وجہ سے آپ ﷺ نے ایک وفد کو حبشہ کو بھیجا، حبشہ بھی مسلم ملک نہیں ہے، وہاں مسلمانوں کا جھنڈا اونچا نہیں، نہ کوئی عزت کا مقام ہے اور مسلمانوں کے لیے کوئی تفریحی جگہ بھی نہیں اور مظلوموں کو ٹھکانہ دینے والی جگہ بھی نہیں ہے۔

یہ کفار کی سرزمین سے عیسائیوں کی سرزمین کی طرف سفر ہے، مکہ میں کفارِ مکہ کی جانب سے خدائی توحید کے انکار اور ظلم کے بعد یہی پیغام دوسرے عقیدے رکھنے والوں (عیسائی عقیدت مندوں) تک پہنچانا سفر ہجرت کا مقصد ہے۔

ہجرت، مشقت کے بعد آسانی کی طرف جانے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ محنت کے بعد ایک اور محنت کے لیے سفر کا نام ہے۔

فاذا فرغت فانصب. جب ایک کام سے فراغت ہوگئی تو دوسرے کے لیے اُٹھ کھڑے ہو۔ (شرح:۷)

روحانیت، سیاست اور سوشل چیلنج کے لیے مسلسل کوشش اور اسی کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور در در کی خاک چھاننا، اسی کا سبق ہجرت سے ہمیں ملتا ہے۔

ہجرت تبدیلی کا نقطہء آغاز:

ہجرت سے پہلے اس کی فکر، آمادگی، تیاری اور پھر انتظام یہ سب مسلم امت کے لیے ایک عبرت ہے۔ (مثلاً: امانت لوٹانے کا انتظام، خبر رسانی کا انتظام، کھانے کا انتظام وغیرہ سب پہلے مکمل کیا گیا پھر سفر طے کیا گیا)

ذہنی تبدیلی کے لیے مکہ سے آپ اور صحابہ ہجرت کر کے، سب کچھ چھوڑ کر، ایمان واعتماد، دلچسپی کے ساتھ مدینہ پہنچے اور مدینہ کے نام سے اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی ہے، اسلامی مملکت کی تعمیر کے نظریہ کے ساتھ جو تبدیلیاں لائی گئیں وہ قابل غور ہیں۔

اتحاد واخوت اور قربانی کا نمونہ بن کر جینے والے بن گئے۔

دعوت اسلام کے لیے ایک نیا راستہ کھلا اور کھولا گیا۔

سماجی انصاف قائم کیا۔

سماجی برائیوں کو جڑ سے ختم کیا۔

ہجرت انھیں قربانی اور معنوی نظام کے تحت ہوئی اور ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد ملنے والی کامیابیوں سے ہی ان کے اندر اس بات کا شعور اور احساس ہوا کہ ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ غار ثور میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو فرمایا:

''لاتحزن اِن الله معنا''۔ (بخاری:۴/۲۰۱)

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا: '' ما ظنك يا أبابكر! باثنين، الله ثالثهما''۔ (بخاری:۵/۴)

ہم دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے، ایسا ایک احساس پیدا کرنے کے لیے بھی اللہ تعالی نے ہجرت کا حکم فرمایا۔

آپ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے بعد اپنے خرچ سے ایک یونیورسٹی، مرکزی دفتر اور ریاستی کی بنیاد ڈالی، مسجد نبوی سماجی ترقی اور تمام شعبوں کو آگے بڑھانے کے لیے مرکزی نقطہ ثابت ہوئی۔ مسجد نبوی ایک فوجی تربیت (ملٹری گراؤنڈ) تعلیمی راستہ، عدالت کا کورٹ، روحانیت اور عبادت کی پرسکون جگہ، مزدوروں کے لیے فیکٹری ہوئی، مردوں اور مظلوموں کو حقوق دلانے کا ایک سینٹر بنا ہے۔ ایسے کاموں کی انجام دہی کے لیے آج کل کی مساجد کے لیے مسجد نبوی ایک نمونہ ہے۔

انسانی خوف سے ماوراء اللہ کا خوف:

اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ: ''أتخشونهم فالله أحق أن تخشوه، اِن كنتم مؤمنين''. (التوبہ:۱۳)

کیا تم لوگوں سے ڈرتے ہو؟ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اللہ سے ڈرو۔

کسی کی طاقت، سطوت، حکومت، بالادستی سے متاثر ہونا ایمان والوں کی شان نہیں ہے۔

''ولايغرنك تقلب الذين كفروا في البلاد''. (آل عمران:۱۹۵)

جو لوگ زمین پر دندناتے پھر رہے ہیں، تمھیں یہ دھوکے میں نہ ڈال دے۔

ہجرت انسانیت کا مولد:

گھر، کھیتی باڑی، زمین جائداد، رشتہ ناطہ، اقرباء، سب کچھ چھوڑ کر مکہ سے مدینہ آنے والے مہاجرین کو مدینہ کے ساتھ حقیقی چھوٹے اور بڑے بھائی جیسا اخوت پیدا فرمایا۔ اس لیے مہاجر کو انصار سے اخوت، پیار، جوڑ، دلجمعی اور حوصلہ ملا ہے، جو بھی ہے، وہ سب کچھ بانٹ کر دینے کے لیے تیار ہوے ہیں، ایسا مواخاۃ پچاس انصار اور مہاجرین کے درمیان میں ہوا ہے، ثابت ہے۔ اس کے ذریعے نادار لوگوں کے مسائل کا حل اس زمانے میں پیش فرمایا ہے۔

"ان الذين آمنوا ، والذين هاجروا ، و جاهدوا في سبيل الله أولئک يرجون رحمة الله، و الله غفور رحيم". (بقرہ:۲۱۸)

پہلا واقعہ:

سلمان فارسی اور ابودرداء کے درمیانی واقعہ۔

"عن ابی جحیفة عن أبيه قال: آخى النبي ﷺ بين سلمان و أبي الدرداء، فزار سلمان أبا الدرداء، فرأى أم الدرداء متبذلة، فقال لها: ما شأنک؟ قالت: أخوک أبو الدرداء ليس له حاجة في الدنيا، فجاء أبوالدرداء، فصنع له طعاما، فقال: كل. قال: فاني صائم، قال: ما أنا بآكل حتى تأكل. قال: فأكل، فلما كان الليل ذهب أبو الدرداء يقوم، قال: نم، فنام، ثم ذهب يقوم، فقال: نم، فلما كان من آخر الليل قال سلمان : قم الآن، فصليا، فقال له سلمان: اِن لربک عليک حقا، و لنفسک عليک حقا، و لأهلک عليک حقا، فأعط كل ذي حق حقه، فأتى النبي ﷺ ، فذكر ذلک له، فقال النبي ﷺ "صدق سلمان". (بخاری:۳/ ۳۸)

حضرت ابوجحیفہؓ کی اپنے والد کے توسط سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابودرداءؓ کے درمیان میں مواخاۃ (بھائی چارہ قائم) کرائی۔ حضرت سلمانؓ ابودرداءؓ کے گھر تشریف لے گئے، انھوں نے ام درداء کو پرانے کپڑوں میں دیکھ کر پوچھا: تم اس حال میں کیوں ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ: آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابودرداء بھی آ گئے، حضرت سلمانؓ کے لیے کھانا تیار کیا گیا۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ: آپ کھانا کھایئے میں روزہ سے ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے کہا کہ: جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ پھر انھوں نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوگئی تو ابودرداء قیام لیل (نوافل) کے لیے کھڑے ہونے لگے، تو حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا کہ: سو جایئے! تو وہ سو گیے، پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر نماز کے لیے کھڑے ہونے لگے تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ: سو جایئے!، پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے فرمایا: اب اُٹھ جایئے اور دونوں نے نماز (نوافل) ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت سلمانؓ نے ابودرداءؓ سے فرمایا: بیشک تیرے رب کا تم پر حق ہے، تیری ذات کا تم پر حق ہے، تیری بیوی کا تم پر حق ہے؛ لہٰذا ہر اہل حق کو اس کا حق ادا کرو۔ اس کے بعد حضرت ابودرداء نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اس کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سلمان نے سچ کہا"۔

اس طرح ایک بھائی نے شوہر اور بیوی کے درمیان تعلق جوڑا ہے، میاں بیوں کے حقوق بتایا ہے، عبادت کا صحیح طریقہ بتایا ہے۔

دوسرا واقعہ:

عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان مواخاۃ۔

قال عبدالرحمن ابن عوف لما قدمنا المدينة، آخى رسو الله ﷺ بيني و بين سعد الربيع، فقال سعد الربيع: اِني أكثر الأنصار مالاً، فأقسم لک نصف مالي، و انظر أيَّ زوجتي هويت، نزلت لک عنها، فِاذا حلت ، تزوجتها، قال: فقال له عبدالرحمن : لا حاجة لي في ذالک، هل من سوق فيه تجارة؟ قال: سوق قينقاع، قال: فغدا اِليه عبد الرحمن، فأتى بأقط و سمن. قال: ثم تابع الغدوَّ، فما لبث أن جاء عبدالرحمن عليه أثر صفرة، فقال رسول الله ﷺ : تزوجت؟ ، قال: نعم، قال: و من؟، قال : اِمرأة من الأنصار. قال: كم سقت؟ قال: زنة نواة من ذهب. فقال له النبي ﷺ : "أولم ولو بشاة". (بخاری:۳/۵۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورآئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن الربیعؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرایا۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ: انصار میں میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں اپنا آدھا مال آپ کو تقسیم کرتا ہوں، اور دیکھ لیجیے میری کونسی بیوی آپ کو پسند ہے، میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیجیے۔ راوی کہتے ہیں کہ: اس پر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ: اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیا یہاں پر کاروبار کے لیے کوئی بازار ہے؟ فرمایا: ہاں، قینقاع کا بازار

ہے۔راوی کہتے ہیں کہ: صبح سویرے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بازار گئے اور پنیر اور گھی لے کر آئے۔پھر یہی معمول بنا لیے (روزانہ بازار جاتے کچھ کماتے اور گھر کے لیے سودا لے کر واپس آتے) ایسا ہی چل رہا تھا کہ ایک دن ان کے کپڑے پر کچھ زرد رنگ کا دھبہ نظر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ کہا: جی ہاں، دریافت کیا: کس سے؟ جواب ملا: ایک انصاری عورت سے، فرمایا: ''کتنا مہر ادا کیا''؟ عرض کیا: ایک گٹھلی کے برابر سونا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی کا ہو''۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت دینے والا اور دینے کا جذبہ اور شوق رہنے کے باوجود اپنے آپ کو پاکدامن اور عفت مآب رکھنے کے بارے میں سوچنا ایک کامل مسلمان کی شان ہے، اسی لیے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ضرورت مند ہونے کے باوجود فرمایا: مجھے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں مجھے تو بازار کا راستہ بتاؤ۔

ہجرت اخلاقی تعلیم کا ذریعہ:

جب اخلاق و کردار کے کسوٹی پر مکمل طور پر اُتر گئے تب انھیں ہجرت کرنے والے اخلاق و آداب کے پیکر صحابہ کرام کو اللہ تعالی نے ''**كنتم خير أمة أخرجت للناس**'' فرمایا ہے۔(مسند احمد:۵/۱۲۹)

اگر سماجی، اقتصادی، معاشی اور سیاسی تبدیلی کے لیے ہجرت کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ تبدیلی ایک تقاضا ہے اور ہجرت اس کی ضرورت۔دنیا کی زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے، ہجرت آخرت کی طرف کوچ کرنے کا ایک نمونہ ہے، قائم ودائم دنیا (ہمیشہ رہنے کے گھر) کی طرف سفر کرنے کا نام ہی درحقیقت ہجرت کہلاتی ہے۔

''**و من يهاجر في سبيل الله يجد فى الأرض مراغما كثيرا، و سعة، و من يخرج من بيته مهاجراً الى الله و رسوله ثم يدركه الموت فقد وقع أجره على الله ، و كان الله غفوراً رحيماً**''. النساء:۱۰۰)

اور جو کوئی بھی اللہ کے راستے میں ہجرت کرے گا وہ روئے زمین پر بہت سی نعمتیں اور وسعتیں مشاہدہ کرے گا، پھر جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے اور اسے موت آجائے تو اس کا اجر اللہ پر حق ہے، اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

ہجرت کرنے سے ایک شخص یا سماج کو کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ اس سے مستقبل میں ایک نئی تاریخ، سماج، تہذیب اور نظام مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ ہمیں ہجرت مدینہ اور اس کے بعد پیدا ہونے والی ساری تبدیلیوں سے ہو سکتا ہے۔

ہجرت سے ایک بہت بڑی تبدیلی اور سماجی ترقی ہو سکتی ہے۔ایسی ایک تبدیلی کی آج ضرورت ہے، اور سماج اس کا منتظر ہے، ایسی تبدیلی اگر ہم چاہتے ہیں تو ہجرت کی تاریخ اس میں ہمارا معاون ہے۔اس کے لیے ہمیں تیار بھی رہنا ہے اور دوسروں کو ترغیب دے کر تیار بھی کرنا ہے۔

''**فالذين هاجروا، و أخرجوا من ديارهم، و أوذوا في سبيلي، و قاتلوا و قتلوا، لأكفرن عنهم سيئاتهم، و لأدخلنهم جنات تجري من تحتها الأنهار، ثواباً من عند الله، و الله عنده حسن الثواب**''. (آل عمران:۱۹۵)

پس جن لوگوں نے ہجرت کی، اور انھیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، اور میرے راستے میں تکلیف دی گئی، انھوں لڑائی لڑی اور قتل کر دیے گئے، تو میں ضرور بالضرور ان کے گناہوں کو معاف کروں گا، اور انھیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ اللہ کی طرف ان کا بدلہ ہے، اور اللہ سے بڑھ کر بہتر بدلہ اور کون دے سکتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا کریں کہ اللہ تعالی ہم سب دین حق اور نظام امن کو قائم کرنے کے لیے کام کرنے کی توفیق بخشے، اس کے ہجرت کی ضرورت پڑے تو اس ہمہ تن اس کے لیے تیار رہنے والا بنائے، صحابہ جیسی آپسی محبت اور ہمدردی، بےلوث خادم اور داعی بنائے اور اپنے راستے میں شہادت والی موت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

آل انڈیا امامس کونسل